تبسم منہاس شعبہ عربی
پنجاب یونیورسٹی

خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ اور انکا علمی مقام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے استفادہ کرنے والے صحابہ کرامؓ آپ ہی کی صفات کا مظہر تھے، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض صحابہ کرامؓ اپنے عہد کے مشہور جرنیل ثابت ہوئے، بعض سیاسی قائد بنے، بعض نے علمی اور فکری دنیا میں اپنا مقام پیدا کیا جبکہ بعض صحابہؓ بیک وقت سپہ سالار بھی تھے، حکمران اور سیاسی قائد بھی، محدث بھی تھے اور فقیہ و قاضی بھی۔ حضرت عثمانؓ کا شمار ایسے ہی صحابہ کرامؓ میں ہوتا ہے جنہوں نے نبوت کے ۲۳ سالہ دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہ کر فیض تربیت حاصل کیا [illegible] ہر قسم کے علوم و معارف کا خزینہ تھے اور ان کی ذات آنے والی نسلوں کے لیے روشنی کا مینار ثابت ہوئی۔

امام الذہبیؒ نے حضرت عثمانؓ کے متعلق لکھا ہے:

کان ممن جمع بین العلم والعمل — آپ ان لوگوں میں سے تھے جو علم و عمل کا مجموعہ تھے۔ آپ کا شمار ان صحابہ کرامؓ میں سے ہوتا ہے جو دور جاہلیت میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اسی لیے قبول اسلام کے بعد ایک عرصے تک وحی کی "تحریر و کتابت" کی ذمہ داری آپ سے متعلق رہی۔ مورخین نے لکھا ہے کہ آپ کی تحریر خوبصورت اور دلکش ہوتی تھی۔ آپ کی "تحریر" کے نمونے تاریخی کتابوں میں دستیاب ہیں، ایک روایت میں ہے کہ آپ نے قرآن مجید کا ایک مکمل نسخہ اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔

آپ کا ایک روشن کارنامہ "جمع و تدوین قرآن حکیم" ہے جو رہتی دنیا تک آپ کی یادگار رہیگا۔ عہد نبوی سے لوگ اپنے اپنے طور پر قرآن مجید کی کتابت کرتے رہے تھے۔ حضرت عثمانؓ تک اس میں اتنا غلو پیدا ہوا کہ ایک دوسرے سے واضح اختلاف پیدا ہونے لگے۔ یہ حالات دیکھتے ہوئے حضرت عثمانؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانے میں مرتب کیے جانے والے نسخے کی نقول تیار کر کے تمام صوبوں کو ارسال فرمائیں اور حکم دیا کہ آئندہ قرآن مجید کی کتابت انہی نسخوں کے مطابق کی جائے: اور ان کے سوا جو نسخے ہیں انہیں نذر آتش کر دیا جائے۔ آج تک حضرت عثمانؓ کے مرتب کردہ نسخوں کے مطابق قرآن مجید کی کتابت کا سلسلہ جاری ہے اور اسی کو "عثمانی رسم الخط" کہا جاتا ہے۔ آپ کو "کلام اللہ" سے خاص شغف تھا اسی لیے آپ نے پورے قرآن مجید کی تعلیم، خود نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم سے حاصل کی تھی ۔ مؤرخ ابن سعد نے لکھا ہے کہ آپ ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر لیا کرتے تھے ۔ الفاظ قرآنی کے ساتھ آپ علوم قرآن پر بھی عبور رکھتے تھے ۔

حضرت عثمان رضہ احادیث نبویہ کے بھی ممتاز حفاظ میں سے تھے ، ہر موضوع پر انہیں بیشمار احادیث ازبر تھیں ، مگر اس خیال سے کہ دوسرے صحابہ رضہ ان کی بہ نسبت حدیث کے الفاظ کو بہتر طور پر بیان کر سکتے ہیں ۔ انہوں نے خود بہت کم احادیث بیان فرمائی ہیں چنانچہ ان کی کل مرفوع روایات کی تعداد ۱۴۶ ہے ۔ جن میں سے تین متفق علیہ میں اور صرف بخاری میں اور پانچ صرف مسلم میں ہیں ۔ اس طرح صحیحین میں کل روایات کی تعداد ۱۶ ہے ۔ احادیث کم روایت کرنے کی بڑی وجہ جو انہوں نے خود بیان فرمائی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے :

انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرنے سے یہ چیز مانع ہوتی ہے کہ شاید دیگر صحابہ رضہ کے مقابلہ میں میرا حافظہ زیادہ قوی نہ ہو لیکن میں گواہی دیتا کہ میں نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص میری طرف وہ بات منسوب کرے گا جو میں نے نہیں کہی ہے ، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے ۔ " فقہ " اور دوسرے علوم اسلامیہ میں حضرت عثمان رضہ کا پایہ دوسرے خلفائے راشدین کے مقابلے میں کسی طرح کم نہ تھا ۔ آپ کا شمار ایسے مجتہد صحابہ کرام رضہ میں ہوتا ہے ، جن کے اجتہاد کو " عہد صحابہ " میں مستند سمجھا جاتا تھا اور ان کے اقوال کو پذیرائی اور قبول عام حاصل ہوتا تھا ۔ چنانچہ فقہی کتابوں میں آپ کے اجتہاد کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں ۔ علم فرائض ، یعنی وراثت کی تقسیم کے احکام میں آپ صحابہ کرام میں خصوصی امتیاز رکھتے تھے ۔ عہد صحابہ میں اس علم کے دو بڑے " ماہر " مانے جاتے تھے ۔ ایک آپ تھے ، اور دوسرے حضرت زید بن ثابت ۔ رضی اللہ عنہم ۔ انہی دو بزرگون نے اس علم کو مرتب فرمایا ۔ حضرت ابوبکر رضہ اور حضرت عمر رضہ کے زمانے میں وراثت کے جھگڑوں کا فیصلہ اور اس کی مشکلات کا حل یہی دو بزرگ کیا کرتے تھے ۔ کنز العمال میں ہے کہ بعض صحابہ کرام رضہ کا خیال تھا کہ ان حضرات کے انتقال کے بعد یہ علم دنیا سے اٹھ جائیگا

آپ کے اسی علمی اور فکری مرتبے کی بنا پر دونوں ابتدائی خلفا نے آپ کو اپنا مقرب اور اپنا " مشیر " بنائے رکھا ۔ مشکلات میں یہ دونوں بزرگ آپ سے مشورہ لیتے تھے ۔ حضرت عمر فاروق رضہ کے زمانے میں انہوں نے ایک " مجلس شوریٰ " قائم فرمائی تھی جس میں تمام اہم امور زیر بحث آتے تھے اور " فیصلہ " کیا جاتا تھا ۔ اس مجلس میں خصوصی طور پر آپ شامل تھے ۔

اس مجلس کے علاوہ حضرت عمر رضہ نے انتظامی معاملات میں مشاورت کے لیے مہاجرین کی ایک مجلس قائم کی ہوئی تھی ، حضرت عثمان رضہ اس کے بھی رکن تھے ۔ اسی طرح اس عہد میں صرف چند صحابہ کرام کو " فتویٰ " دینے کی اجازت تھی ۔ ان میں بھی حضرت عثمان رضہ کا نام نامی نمایاں طور پر شامل ہے

حضرت عثمانؓ کے اسی "فضل وکمال" کی بنا پر حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی وفات کا یقین ہو جانے کے بعد، خلیفہ کے انتخاب کے لیے جو چھ رکنی "کمیٹی" تشکیل دی تھی، اس نے متفقہ طور پر حضرت عثمانؓ کو منصب خلافت کے لیے نامزد کیا اور تمام صحابہ کرام نے ان کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ اس موقع پر ان کا انتخاب ان کے خصوصی "فضل وکمال" کا مظہر ہے۔

حضرت عثمانؓ کا عہد خلافت تقریبا بارہ سالوں پر محیط ہے۔ اس عرصے میں بیشمار مسائل پیدا ہوئے۔ بہت سی نئی نئی باتیں سامنے آئیں۔ خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ نے ان تمام مسائل ومعاملات کو جس تدبیر، فراست اور مجتہدانہ بصیرت سے حل فرمایا وہ اسلامی تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ "سیدنا عثمانؓ" کو علوم اسلامیہ میں خصوصی حصہ عطا ہوا تھا۔

بطور نمونہ حضرت عثمان کے "اجتہاد" کی چند مثالیں پیش کرنا مناسب ہوگا روایات میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "مسجد نبوی" کے تیسرے منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیا کرتے تھے، حضرت ابوبکرؓ نے دوسرے زینے پر بیٹھ کر خطبہ دینا شروع کیا اور حضرت عمر فاروقؓ نے ہمیشہ فرط تواضع سے پہلے زینے پر بیٹھ کر مسلمانوں سے خطاب فرمایا۔ حضرت عثمان کا "دور" آیا تو آپ کے لیے مزید نیچے اترنے کی گنجائش باقی نہ رہی، تو آپ نے حضرت ابوبکرؓ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دوسرے زینے پر بیٹھ کر خطبہ دینا شروع کیا۔ ان کے اس اجتہادؓ پر ابھی تک تمام اسلامی دنیا میں عمل ہو رہا ہے۔

(۲) مسجد نبوی میں عہد نبوی اور دونوں ابتدائی خلفاء کے زمانے میں رات کو چراغ روشن نہ کیا جاتا تھا لیکن حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانے میں پہلی مرتبہ مسجد نبوی میں رات کے وقت چراغ روشن کیا، اس سنت عثمانی پر بھی ساری دنیائے اسلام میں عمل جاری ہے۔

(۳) مسجدوں میں، عہد عثمانی سے قبل محراب نہیں ہوتا تھا، جس کی بنا پر منبر اور امام کے قیام کے لیے ایک پوری صف معروف ہو جاتی تھی، حضرت عثمانؓ نے پہلی مرتبہ مسجد میں "محراب" بنوانے کا سلسلہ شروع فرمایا جو اب ہی تک جاری و ساری ہے۔

(۴) جمعۃ المبارک کے لیے، اس سے قبل ایک ہی اذان ہوتی تھی، لیکن اب لوگوں کی کاروباری مصروفیات بڑھ گئی تھیں، اس لیے ضرورت تھی کہ لوگوں کو نماز جمعہ کے لیے پہلے سے باخبر کر دیا جا۔ اس مقصد کے لیے جمعہ کے لیے پہلی اذان کا سلسلہ آپ نے شروع فرمایا۔ اور یہ سنت بھی آج تک ساری دنیائے اسلام میں زیر عمل ہے۔

---

(۵) مروی ہے کہ

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق مکہ مکرمہ گئے وہاں انہوں نے صحن حرم میں ایک سوئے ہوئے شخص پر چادر ڈال دی اس چادر پر ایک کبوتر آکر بیٹھ گیا،

حضرت عمرؓ نے اس کو اڑا دیا ۔ کبوتر اڑ کر دوسری جگہ جا بیٹھا ۔ وہاں اسے سانپ نے ڈس لیا ، جس سے وہ اسی وقت مر گیا ' حضرت عثمانؓ کے سامنے مسئلہ پیش ہوا تو انہوں نے کفارے کا فتویٰ دیا ۔ کیونکہ وہ اس کبوتر کو ' ایک محفوظ مقام سے غیر محفوظ مقام میں پہنچانے کا ذریعہ بنے تھے ۔ (ابتدائی زمانہ اسلام میں کفارے میں اونٹ دینے کا رواج تھا ' مگر حضرت عثمان نے اس کی قیمت دینا بھی جائز قرار دے دیا ۔

حضرت عثمانؓ کے منفردانہ اجتہادات :۔

عموماً مذکورہ بالا مسائل میں حضرت عثمانؓ کی رائے کو بالعموم تسلیم کیا گیا ہے ۔ مگر چند مسائل ایسے بھی ہیں جن میں دوسرے صحابہ نے ان کی رائے سے اختلاف کیا ۔ تفصیل حسب ذیل ہے :۔

۱۔ حضرت عثمانؓ فرمایا کرتے تھے کہ چونکہ اب کفار کا خوف باقی نہیں رہا اس لیے تمتع (حج اور عمرہ کیا ایک ساتھ نیت کر کے انہیں ادا کرنے) کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے لہٰذا وہ لوگوں کو تمتع سے منع کیا کرتے تھے لیکن حضرت علی اور بعض دوسرے صحابہ کو اس سے اختلاف تھا ۔

۲۔ حالت احرام میں مجامعت تو حرام ہے ہی ' لیکن نکاح (ایجاب و قبول) حرام نہیں ہے بلکہ جائز ہے ۔ البتہ حضرت عثمانؓ کے نزدیک حالت احرام میں نکاح کرنا بھی حرام ہے ۔

۳۔ حج کے دوران بمقام منیٰ میں اگر کوئی حاجی اقامت کی نیت کر لے تو اس سے نہ تو وہ مقیم ہوتا ہے اور نہ ہی اس پر ''قصر'' کو ترک کرنا لازم آتا ہے لیکن حضرت عثمان کا خیال تھا کہ اگر کوئی شخص حج میں اقامت کا ارادہ کر لے تو اس کو منیٰ میں قصر کے بجائے پوری نماز ادا کرنا چاہیے ۔ چنانچہ آپ بھی خود منیٰ میں پوری نماز پڑھا کرتے تھے اور بعض صحابہؓ کو ان کے اس مسئلے میں مخالفت تھی لیکن انہوں نے عملاً آپ کی اقتداء کی ۔

۴۔ حضرت عثمانؓ کے نزدیک مطلقہ عورت سے عدت کے دوران میں نکاح کے احکام بحال رہتے ہیں ۔ چنانچہ مطلقہ عورت کا اگر دوران عدت خاوند کا انتقال ہو جائے تو وہ حضرت عثمانؓ کے نزدیک اس کی وارث ہوگی جبکہ حضرت علی وغیرہ کو ان کی اس رائے سے اختلاف تھا ۔

۵۔ اسی طرح اگر کوئی بالغ مرد کسی عورت سے خفیہ نکاح کر لے ' تو حضرت عثمانؓ کے نزدیک وہ مستحق مہر ہے جبکہ باقی صحابہ کرامؓ ان کی اس رائے سے متفق نہ تھے ۔